3 ایس۔سی۔آر سپریم کورٹ رپورٹس 1965

رنگو بائی کوم شنکر جگتاپ

بنام

سندر بائی بھرتار ساکھر ام جیدھےاور دیگران۔

1مارچ1965

کے۔سبّاراؤ، جے۔سی۔شاہ اور آر۔ایس۔بچاوت، جسٹسز

متوفی مدعا علیہ کے قانونی نمائندے-حتمی فرمان کی کارروائی میں ریکارڈ پر لائے گئے-اگر پہلے دائر کی گئی اپیل کے مقاصد کی ضمانت دی جاتی ہے-اپیل-جب مقدمہ جاری رہے۔

مدعا علیہان نے درخواست گزار کے خلاف 1954 میں کچھ جائیداد پر قبضہ کرنے اور لگان کے لیے مقدمہ دائر کیا اور ان کے حق میں حکم نامہ حاصل کیا۔ہائی کورٹ میں درخواست گزار کی اپیل اپریل 1959 میں مسترد کر دی گئی اور اس عدالت میں اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت کی درخواست جون 1959 میں منظور کر لی گئی۔اس کے بعد، ساتویں مدعا علیہ کا نومبر 1959 میں انتقال ہو گیا۔درخواست گزار نے 7 ویں مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے اور مختلف بنیادوں پر تاخیر کی معافی کے لیے اکتوبر 1964 میں موجودہ درخواستیں دائر کیں۔درخواست گزار کی جانب سے یہ بھی دلیل دی گئی کہ اس حقیقت کے پیش نظر کہ لگان کے لیے ابتدائی فرمان منظور ہونے کے بعد، مدعا علیہان/مدعیوں نے مقررہ وقت کے اندر آخری فرمان کی کارروائی میں متوفی 7 ویں مدعا علیہان کے وارثوں اور قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لایا، اور چونکہ قانونی نمائندوں کو مقدمے کے ایک مرحلے پر ریکارڈ پر لایا گیا تھا، برج اندر سنگھ بنام کانشی رام، 44 آئی اے 218 میں پریوی کونسل کی طرف سے مقرر کردہ اصول کی بنیاد پر، اپیل کے سلسلے میں لگان کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوگا۔کہ حتمی فرمان کی کارروائی مقدمے کا ایک مرحلہ ہے اور اپیل مقدمے کا ایک اور مرحلہ ہے اور اس لیے مقدمے کے ایک مرحلے میں قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانا مقدمے کے تمام مراحل کے لیے یقینی بنائے گا۔

منعقد: (1) مقدمے کے حقائق پر 7 ویں مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے میں تاخیر کو معاف کرنے کے لیے کوئی کافی بنیاد نہیں تھی۔

(2) حتمی حکم نامے کی کارروائی میں مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے کا حکم ابتدائی حکم نامے کے خلاف دائر اپیل کے فائدے کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ اس لیے جہاں تک ساتویں مدعا علیہ کا تعلق ہے، اپیل ختم کر دی گئی۔ (217D)

متوفی فریق کے قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے کا حکم، کسی مقدمے میں عبوری درخواست کے مرحلے پر منظور کیا گیا، یا اس وقت منظور کیا گیا جب اپیل زیر التوا ہے جہاں مقدمہ بعد میں ٹرائل کورٹ میں ریمانڈ کیا جاتا ہے، یا اگر اس وقت منظور کیا جاتا ہے جب کسی مقدمے میں عبوری حکم کے خلاف اپیل زیر التوا ہے، تو مقدمے کے بعد کے مراحل کی ضمانت ہوگی۔ ان تمام معاملات میں حکم مقدمے کے ایک مرحلے پر دیا جاتا ہے، چاہے وہ مقدمہ ہو یا عبوری حکم کے خلاف اپیل میں یا مقدمے میں حتمی حکم، کیونکہ یہاں اپیل صرف مقدمے کا تسلسل ہے۔ لیکن اسی قانونی حیثیت کو استعمال نہیں کیا جا سکتا جہاں ابتدائی مرحلے میں اپیل دائر کرنے کے بعد مقدمے میں حکم دیا جاتا ہے۔ اس طرح کے حکم کو اس اپیل میں پیچھے کی طرف پیش نہیں کیا جا سکتا جو پہلے ہی دائر کی جا چکی ہے تاکہ اس اپیل میں حکم بن جائے۔ (217D-216F)

برج اندر سنگھ بنام کانشی رام، 44 آئی اے 218 ممتاز۔

شنکر نارائن سرالیہ بنام لکشمی ہینگسو، اے۔آئی۔آر۔ 1931 مدراس 277، حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی فیصلہ: 1964 کی دیوانی متفرق پٹیشن نمبر 2402۔

تاخیر کی معافی کے متبادل کے لیے درخواستیں۔

اور

1963 کی دیوانی اپیل نمبر 430۔

1954 کی پہلی اپیل نمبر 666 میں بمبئی ہائی کورٹ کے 8 اپریل 1959 کے فیصلے اور فرمان سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ایس۔ جی۔ پٹوردھن اور اے۔ جی۔ رتنا پرکھی۔

نونیت لال، جواب دہندگان کے لیے۔

آرڈر

سبّا راؤ، جسٹس۔ یہ دو درخواستیں ہیں، ایک اس عدالت کی فائل پر 1963 کی دیوانی اپیل نمبر 430

میں مدعا علیہ نمبر 7 کے قانونی نمائندوں کے متبادل کے لیے اور دوسری پہلی درخواست دائر کرنے میں تاخیر کی معافی کے لیے۔

پہلا سوال یہ ہے کہ کیا ساتویں مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے کے لیے درخواست دائر کرنے میں تاخیر کو معاف کرنے کے لیے کافی بنیاد موجود ہے۔ حقائق اس طرح ہیں کہ سخارام ماروتی جدھے اور دیگران نے 1964 کا خصوصی مقدمہ نمبر 10 دیوانی جج، سینئر ڈویژن، پونا کی عدالت میں رنگوبائی کوم شنکر جگتاپ کے خلاف مدعی مقررہ جائیداد پر قبضہ کرنے اور اپنے منافع کے لیے دائر کیا اور اس میں حکم نامہ حاصل کیا۔ مذکورہ فرمان کے خلاف مدعا علیہ نے بمبئی ہائی کورٹ میں اپیل کو ترجیح دی۔ ہائی کورٹ نے 8 اپریل 1959 کے اپنے فیصلے کے ذریعے اپیل کو مسترد کر دیا۔ مدعا علیہ نے اس عدالت میں اپیل کو ترجیح دینے کے لیے خصوصی اجازت کے لیے درخواست دائر کی اور اسے 16 جون 1959 کو منظور کر لیا گیا۔ یہ اپیل 27 جولائی 1961 کو قبول کی گئی۔ ان دو تاریخوں کے درمیان، 12 نومبر 1959 کو، ساتویں مدعا علیہ، کیشو راؤ ماروتیراؤ جیدھے کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد۔ 7 مارچ 1964 کو مدعا علیہ نے ساتویں مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے اور اس سلسلے میں ضروری سرٹیفکیٹ کے لیے بمبئی ہائی کورٹ میں 1964 کی دیوانی درخواست نمبر 1118 دائر کی۔ 11 اگست 1964 کو ہائی کورٹ کے ایک ڈویژن بنچ نے سرٹیفکیٹ عطا کیا۔ 19 فروری 1964 کو مدعا علیہ نے ساتویں مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے کے لیے 1964 کی اس عدالت میں دیوانی متفرق پٹیشن نمبر 2401 دائر کی اور 8 اکتوبر 1964 کو دیوانی متفرق پٹیشن نمبر 2402 آف 1964 دائر کی تاکہ مذکورہ بالا پہلی پٹیشن دائر کرنے میں 4 سال اور 19 دن کی تاخیر کو معاف کیا جا سکے۔ مذکورہ درخواست میں درخواست گزار نے تاخیر کو معاف کرنے کی دو وجوہات بتائیں، یعنی (1) درخواست گزار اپنی بیٹیوں کے ساتھ پونا میں رہنے والی ایک غریب بیوہ ہے اور درخواست گزار کے خاندان میں کارروائی کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی مرد رکن نہیں ہے، اور (2) اپنے منافع کے تعین کے لیے کارروائی میں ابتدائی فرمان کے بعد، مدعی مقررہ وقت کے اندر متوفی 7 ویں مدعا علیہ کے وارثوں اور قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لے آئے اور چونکہ قانونی نمائندوں کو مقدمے کے ایک مرحلے پر ریکارڈ پر لایا گیا تھا، اس لیے اپیل کے سلسلے میں تخفیف کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوگا۔ مدعا علیہان نے جوابی حلف نامہ دائر کیا جس میں نشاندہی کی گئی کہ بے حد تاخیر کو معاف کرنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے، کہ اپیل کنندہ سال 1946 سے یہ طویل قانونی چارہ جوئی کر رہا تھا۔ کہ اس کا داماد تھا جو اس کی مدد کر رہا تھا، کہ متوفی پونا کا ایک ممتاز شخص تھا جس کی موت تمام اخبارات میں شائع ہوئی تھی اور اپیل کنندہ اسی علاقے میں رہ رہا تھا اور

اسے اس کی موت کے فوراً بعد اس کا علم ہونا چاہیے تھا۔ مزید استدعا کی گئی کہ یہ حقیقت کہ ساتویں مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو حتمی فرمان کی کارروائی میں ریکارڈ پر لایا گیا تھا، قانون میں اپیل کو کم کرنے سے نہیں روک سکتا، اگر انہیں وقت پر اپیل میں ریکارڈ پر نہیں لایا گیا۔

حکم XVI کے تحت۔ سپریم کورٹ رولز، 1950 کے قاعدہ 14 کے مطابق، متوفی اپیل کنندہ یا مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے کے لیے درخواست مذکورہ اپیل کنندہ یا مدعا علیہ کی موت کے 90 دن کے اندر کی جائے گی۔ اس شرط کے تحت مذکورہ مدت کی گنتی میں ہائی کورٹ سے سرٹیفکیٹ حاصل کرنے میں لگنے والے وقت کو خارج کر دیا جائے گا۔ اگر مذکورہ وقت کو خارج کر دیا جائے تو بھی متوفی ساتویں مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے کے لیے درخواست دائر کرنے میں تقریباً ساڑھے تین سال کی تاخیر ہوگی۔ مدعا علیہان کی طرف سے دائر جوابی حلف نامے سے یہ واضح ہے کہ ساتواں مدعا علیہان پونا کا ایک ممتاز شہری تھا اور اس کی موت کی حقیقت تمام اخبارات میں شائع ہوئی تھی؛ اور درخواست گزار اس جگہ کے بہت قریب رہتا ہے جہاں ساتواں مدعا علیہان رہ رہا تھا۔ وہ سال 1946 سے یہ قانونی چارہ جوئی کر رہی ہیں اور اپیل کے سلسلے میں وقتاً فوقتاً اپنے وکلاء سے رابطے میں رہتی تھیں۔ اس کا ایک داماد بھی ہے جو قانونی چارہ جوئی میں اس کی مدد کر رہا ہے۔ اسے اس حقیقت کا بھی علم تھا کہ ساتویں مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو حتمی فرمان کی کارروائی میں ریکارڈ پر لایا گیا تھا۔ ان حالات میں یہ حقیقت کہ وہ ایک ناخواندہ عورت ہے ممکنہ طور پر اپیل میں ساتویں مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے میں اس بے حد تاخیر کو معاف کرنے کی بنیاد نہیں ہو سکتی۔ لہذا ہم یہ مانتے ہیں کہ ساتویں مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے میں تاخیر کو معاف کرنے کے لیے کوئی کافی بنیاد نہیں ہے۔

اگلا سوال قانون کا ایک دلچسپ سوال ہے۔ حقائق کے مذکورہ بالا بیان سے یہ دیکھا جائے گا کہ ساتویں مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو حتمی فرمان کی کارروائی میں مقررہ وقت کے اندر ریکارڈ پر لایا گیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ اپیل کے فائدے کو یقینی بنائے گا؛ یعنی یہ کہنا کہ کیا اس حقیقت کی وجہ سے اپیل میں کوئی تخفیف نہیں ہے۔

سپریم کورٹ رولز، 1950 کی متعلقہ دفعات اس طرح پڑھتی ہیں کہ ہم پہلے ہی حکم کا خلاصہ دے چکے ہیں۔ XVI، مذکورہ قواعد کا قاعدہ 14۔ قاعدہ 14-اے اس کے مطابق ہے:

"تخفیف سے متعلق ضابطے کے حکم XXII اور انڈین لمیٹیشن ایکٹ 1908 (IX آف 1908) کے پہلے شیڈول میں آرٹیکل 171 کی دفعات، جہاں تک قابل اطلاق ہو، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں

قاعدہ 12 اور قاعدہ 13 کے تحت اپیلوں اور کارروائی پر لاگو ہوں گی۔

''قاعدہ 14-اے بذریعہ حوالہ کوڈ آف سول پروسیجر اور آرٹیکل میں تخفیف کے قواعد کو شامل کرتا ہے۔آرٹیکل 171 سپریم کورٹ کے قواعد میں انڈین لمیٹیشن ایکٹ کے پہلے شیڈول میں۔آرڈر XXII، کوڈ آف سول پروسیجر کے قواعد 3 اور 4 کے تحت، اگر مدعی یا مدعا علیہ کی موت ہو جاتی ہے اور مقدمہ کرنے کا حق زندہ بچ جانے والے مدعی یا زندہ بچ جانے والے مدعا علیہ کے خلاف نہیں رہتا ہے، جیسا کہ معاملہ ہو، تو اس کے قانونی نمائندوں کو مقررہ وقت کے اندر ریکارڈ پر لایا جائے گا۔اور جہاں قانون کے ذریعہ محدود وقت کے اندر کوئی درخواست نہیں کی جاتی ہے، جہاں تک متوفی مدعی کا تعلق ہے یا متوفی مدعا علیہ کے خلاف مقدمہ ختم ہو جائے گا، جیسا کہ معاملہ قاعدہ 11 کے تحت ہو سکتا ہے۔"اپیلوں کے لیے اس حکم کے اطلاق میں، جہاں تک ہو سکے، لفظ "مدعی" کو اپیل کنندہ، لفظ "مدعا علیہ" کو مدعا علیہ، اور لفظ "سوٹ" کو "اپیل" شامل کرنے کے لیے مانا جائے گا۔نتیجہ یہ ہے کہ تخفیف کے مقصد کے لیے مقدمہ اور اپیل کو مختلف کارروائی سمجھا جاتا ہے اور مقدمہ یا اپیل، جیسا بھی معاملہ ہو، اس صورت میں ختم ہو جاتی ہے اگر متوفی مدعی یا مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو مقررہ وقت کے اندر ریکارڈ پر نہیں لایا جاتا ہے۔حد بندی قانون کے پہلے شیڈول کے آرٹیکل 171 کے تحت، تخفیف کے حکم کو الگ کرنے کی درخواست تخفیف کی تاریخ سے 60 دن کے اندر کی جائے گی۔ان دفعات کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کسی مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے کی درخواست مذکورہ مدعا علیہ کی موت کی تاریخ سے 90 دن کے اندر نہیں کی جاتی ہے، تو اپیل ختم ہو جاتی ہے؛ لیکن اس تخفیف کو مسترد کرنے کی درخواست تخفیف کی تاریخ سے 60 دن کے اندر کی جا سکتی ہے۔لیکن، اگر اس حقیقت کی وجہ سے کہ متوفی ساتویں مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو حتمی فرمان کی کارروائی میں ریکارڈ پر لایا گیا تھا، تو کوئی تخفیف نہیں تھی، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عدالت باضابطہ طور پر متوفی فریق کے قانونی نمائندوں کو وقت پر اپیل میں درج نہ کرنے میں تاخیر کو معاف کرنے میں اپنی صوابدیدی کا استعمال کرے گی۔

اس لیے بنیادی دلیل یہ ہے کہ اس حقیقت کی وجہ سے کہ انہیں حتمی فرمان کی کارروائی میں ریکارڈ پر لایا گیا تھا، اپیل میں کوئی تخفیف نہیں کی گئی۔

یہ کہا جاتا ہے کہ حتمی فرمان کی کارروائی مقدمے کا ایک مرحلہ ہے اور اپیل مقدمے کا ایک اور مرحلہ ہے اور اس لیے مقدمے کے ایک مرحلے میں قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانا اپیل سمیت مقدمے کے تمام مراحل کے لیے یقینی بنائے گا۔یہ نتیجہ، دلیل آگے بڑھتی ہے، برج اندر سنگھ بنام کانشی رام میں عدالتی کمیٹی کے فیصلے کی استدلال سے نکلتا ہے۔اس کیس کے متعلقہ حقائق یہ تھے: مقدمہ زیر التواء ہونے کی وجہ سے ایک

فریق کو کچھ کتابیں پیش کرنے کی ہدایت دینے کے لیے درخواست دی گئی تھی اور اس کا حکم ضلعی جج نے دیا تھا۔اس کے بعد ضلعی جج کے حکم پر نظر ثانی کے لیے چیف کورٹ میں درخواست دائر کی گئی۔نظر ثانی کے التواء میں مدعی اور دوسرے مدعا علیہ کی موت ہوگئی۔مقررہ وقت کے اندر ان کے قانونی نمائندوں کو نظر ثانی میں ریکارڈ پر لایا گیا۔اس کے بعد اس ترمیم کو واپس لے لیا گیا قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا گیا۔مدعی اور دوسرے مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو مقررہ وقت کے اندر مقدمے میں ریکارڈ پر نہیں لایا گیا۔سوال یہ تھا کہ کیا مقدمہ ختم ہو گیا تھا۔عدالتی کمیٹی نے فیصلہ دیا کہ مقدمہ ختم نہیں ہوا اور اس نظریے کے لیے درج ذیل وجوہات بیان کی گئیں:

"مدعی کو اصل مدعی کے نمائندے کے طور پر، اور مدعا علیہ کے جوتی لال کے نمائندوں کو چیف کورٹ میں پیش کیا گیا تھا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ صرف کتابوں کی تیاری کے حوالے سے ایک عبوری درخواست کے دوران کیا گیا تھا۔لیکن مقدمے کے ایک مرحلے کے لیے مدعی یا مدعا علیہ کا تعارف تمام مراحل کے لیے ایک تعارف ہے، اور وہ دعا، جسے مدعی نے دفعہ 365 کے تحت ڈسٹرکٹ جج پر نٹر کو اپنی درخواست میں غیر ضروری قرار دیا تھا، غیر ضروری تھی اور اس کا کوئی اثر نہیں تھا۔فیصلے کے مقروض، کوٹس کو صرف باضابطہ طور پر بلایا گیا تھا، اور اس کے نمائندوں کی عدم موجودگی مقدمے کی تخفیف کے لیے کوئی بنیاد نہیں رکھتی تھی۔

یہ فیصلہ اس موقف کے لیے ایک اختیار ہے کہ اگر کسی متوفی مدعی یا مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو مقدمے میں دیے گئے حکم سے اپیل یا نظر ثانی میں ریکارڈ پر لایا جاتا ہے۔جو مقدمے کے بعد کے تمام مراحل کے لیے ضروری ہوگا۔اسی اصول کو مدراس کے فیصلے میں کراس اپیل تک بڑھانے کی کوشش کی گئی تھی: شنکر نارائن سرالیہ بنام لکشمی ہینگسو دیکھیں۔وہاں، ایک مقدمے میں حکم نامے کے خلاف آزادانہ طور پر دو اپیلیں دائر کی گئیں–ایک مدعی نے اور دوسری مدعا علیہ نے دائر کی تھی۔مدعی–اپیل کنندہ کی موت ہوگئی اور اس کی طرف سے دائر اپیل میں اس کے قانونی نمائندوں کو وقت پر ریکارڈ پر لایا گیا، جبکہ مدعا علیہ–مدعا علیہ کی طرف سے دائر اپیل میں ایسا نہیں کیا گیا۔یہ دلیل دی گئی کہ اس حقیقت کی وجہ سے کہ مدعی کے قانونی نمائندوں کو اس کی طرف سے دائر اپیل میں ریکارڈ پر لایا گیا تھا، مدعا علیہ کی طرف سے دائر اپیل میں کوئی تخفیف نہیں تھی۔عدالت نے اس دلیل کو مسترد کر دیا اور جب پریوی کونسل کے مذکورہ فیصلے کا حوالہ دیا گیا تو اسے درج ذیل بنیادوں پر ممتاز کیا گیا:

"ان کے حاکموں نے قرار دیا ہے کہ مقدمے کے ایک مرحلے کے لیے مدعی یا مدعا علیہ کا تعارف تمام مراحل کے لیے ایک تعارف ہے۔جب عبوری درخواست کا موضوع اپیلٹ عدالت میں زیر التوا تھا تو اسے

مقدمے کا ایک مرحلہ سمجھا جاتا تھا اور اس لیے جب مقدمہ پہلی عدالت کے سامنے مقدمے کی سماعت کے لیے آتا تو مقدمے کے اگلے مرحلے پر نئی درخواست دینے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیا موجودہ معاملے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک اپیل میں جو کیا گیا وہ دوسری اپیل کے فائدے کے لیے ہوسکتا ہے جب تک کہ مؤخرالذکر اپیل کو اپیل کا تسلسل یا مزید مرحلہ نہیں سمجھا جاسکتا جس میں قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لایا گیا تھا؟ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ نجی کونسل کے فیصلے کے اصول کو اس کیس کے حقائق تک بڑھانا مشکل ہے۔"

یہ فیصلہ نجی کونسل کے مقرر کردہ اصول کو قبول کرتا ہے لیکن اس کے سامنے کیس کو اس بنیاد پر ممتاز کرتا ہے کہ عبوری اپیل اپیل کا تسلسل یا مزید مرحلہ نہیں ہے، جس میں قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لایا گیا تھا۔ بار میں بہت سے دوسرے فیصلوں کا حوالہ دیا گیا تھا، لیکن وہ صرف اس موقف کی حمایت کرتے ہیں کہ ایک اپیل میں متوفی فریق کے قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے سے کراس اپیل کے فائدے کی ضمانت نہیں ہوگی۔

آیئے اب سوال پر اصولی طور پر غور کریں۔ آرڈر XXII، قوائد 3,4,11 کی مشترکہ ریڈنگ کوڈ آف سول پروسیجر سے پتہ چلتا ہے کہ تخفیف کا نظریہ مقدمے کے ساتھ ساتھ اپیل پر بھی یکساں طور پر لاگو ہوتا ہے۔ مذکورہ قوائد 3 اور 4 کی درخواست میں اپیل کے لیے، "مدعی" اور "مدعا علیہ" کے بجائے، ان قواعد میں "اپیل کنندہ" اور "مدعا علیہ" کو پڑھنا ہوگا۔ بادی النظر قاعدہ 4، اگر کسی مدعا علیہ کی موت ہو جاتی ہے اور اس کے قانونی نمائندوں کو مقررہ وقت کے اندر ریکارڈ پر نہیں لایا جاتا ہے، تو مدعا علیہ کے خلاف اپیل ختم ہو جاتی ہے کوڈ آف سول پروسیجر کے آڈر XXII کے قائدہ 11 کے ساتھ پڑھیں۔ لیکن مذکورہ فیصلے میں عدالتی کمیٹی کی طرف سے تسلیم شدہ ایک اور اصول ہے جو اس اصول کی سختی کو نرم کرتا ہے۔ مذکورہ اصول یہ ہے کہ اگر قانونی نمائندوں کو مقدمے کے ایک مرحلے پر مقررہ وقت کے اندر ریکارڈ پر لایا جاتا ہے، تو یہ مقدمے کے بعد کے تمام مراحل کے فائدے کو یقینی بنائے گا۔ اس اصول کو مختلف حالات پر لاگو کرنے سے موجودہ معاملے میں پیش کردہ مسئلے کا جواب دینے میں مدد ملے گی۔ (1) اے نے بی کے خلاف قبضہ اور اپنے منافع کی وصولی کے لیے مقدمہ دائر کیا۔ مسائل کو وضع کرنے کے بعد، بی کی موت ہوگئی۔ دستاویزات پیش کرنے کے لیے عبوری درخواست کے مرحلے پر، بی کے قانونی نمائندوں کو مقررہ وقت کے اندر ریکارڈ پر لایا گیا۔ انہیں ریکارڈ پر لانے کا حکم پورے سوٹ کے فائدے کے لیے یقینی بنائے گا۔ (2) مقدمے کا حکم دیا گیا اور ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی گئی اور اس میں زیر التوا تھا۔ مدعا علیہ کی موت ہوگئی اور اس کے قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لایا گیا۔ اس کے بعد مقدمہ ٹرائل کورٹ میں بھیج دیا گیا۔ اپیل میں قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے کا حکم مقدمے کے مزید مراحل کو یقینی بنائے گا۔ (3) ایک مقدمے میں کیے گئے عبوری حکم کے

خلاف اپیل دائر کی گئی تھی۔ اپیل زیر التواء ہونے کی وجہ سے مدعا علیہ کی موت ہوگئی اور اس کے قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لایا گیا۔ اپیل مسترد کر دی گئی۔ اپیل مقدمے کا تسلسل یا مرحلہ ہونے کی وجہ سے، قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے کا حکم مقدمے کے بعد کے مراحل کے لیے یقینی بنائے گا۔ یہ اس طرح ہوگا چاہے اپیل میں ٹرائل کورٹ کے حکم کی تصدیق کی گئی ہو، اس میں ترمیم کی گئی ہو یا اسے پلٹ دیا گیا ہو۔ مندرجہ بالا 3 مثالوں میں ایک حقیقت عام ہے، یعنی قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے کا حکم مقدمے کے ایک مرحلے پر دیا گیا تھا، چاہے وہ مقدمے میں ہو یا عبوری حکم کے خلاف اپیل میں یا مقدمے میں دیے گئے حتمی حکم میں، اپیل صرف مقدمے کا تسلسل ہے۔ چاہے اپیلٹ آرڈر پہلی عدالت کی تصدیق کرتا ہے، اس میں ترمیم کرتا ہے یا اسے الٹ دیتا ہے، یہ اس حکم کی جگہ لے لیتا ہے جس کے خلاف اپیل کی گئی ہے۔ یہ سوٹ میں اپنی جگہ لے لیتا ہے اور اس کا حصہ بن جاتا ہے۔ جیسا کہ یہ مقدمہ ایک مرحلے پر اپیلٹ کورٹ میں لایا گیا تھا اور اس میں دیے گئے احکامات مقدمے میں ہی بنائے گئے تھے۔ لہذا، یہ حکم مقدمے کے بعد کے مراحل کی ضمانت دیتا ہے۔

لیکن ایک ہی قانونی پوزیشن کو الٹا یا متضاد صورتحال میں استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ مقدمہ اپیل کا تسلسل نہیں ہے۔ ابتدائی مرحلے میں اپیل دائر کرنے کے بعد مقدمے میں دیا گیا حکم مقدمے کے بعد کے مراحل یا وہاں سے لی گئی اپیلوں کے ساتھ آگے بڑھے گا؛ لیکن اسے پہلے سے دائر کی گئی اپیل میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ممکنہ طور پر اپیل میں حکم نہیں بن سکتا۔ لہذا، حتمی حکم نامے کی کارروائی میں ساتویں مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں کو ریکارڈ پر لانے کا حکم ابتدائی حکم نامے کے خلاف دائر اپیل کے فائدے کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ اس لیے ہم یہ مانتے ہیں کہ جہاں تک ساتویں مدعا علیہ کا تعلق ہے، اپیل کو ختم کر دیا گیا ہے۔

اس کے نتیجے میں درخواستیں خارج کر دی جاتی ہیں۔

درخواستیں مسترد کر دی گئیں۔



Sheikh Javiad Alam
2024.05.09 16:07
I am the author of this document